International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 01,Jan-June 2023
PP: 38-54

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

سائنسی تفسیر کے قائلین ومانعین کے دلائل کا تجزیہ اور موقف اعتدال

Analysis and moderation of the arguments of the proponents and opponents of scientific interpretation

Dr. Asghar Ali Khan
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science & Technology, (MUST) Mirpur AJK, Pakistan
Email: asghar.iis@must.edu.pk

Prof. Dr. Zahoor Ullah Al Azhari
HOD, Islamic Studies, Al Qadir University, Sohawa, Jhelum
Email: Zahoor.ullah@alqadir.edu.pk

Abstract

The Holy Qur'an has the status of the last book in terms of descent among all the heavenly books. The creator of the universe has placed such mysteries and knowledge gems in it that no one can claim to find them all completely till the hereafter day. The Holy Qur'an is the intellectual miracle of the Last Prophets and Messengers. It is a humbling book in science and language. There is no difference in this book in describing the news of the past and the present. It is such a miracle that the knowledge of academic matters, religious issues, political & economic rules, collective details, human rights and human order is contained in itself. Truthfulness is the world's remaining argument on Islam, since this book was revealed.

CC BY

Since then it has been worked on in various dimensions, but the research avenues are still open for researchers and scholars. Rather, there are many aspects that have not been fully explored. Scholarly research has so far unable to produce such an astonishing book. This research will try to provide a moderate way to go ahead positively in research for the betterment and reformation of society.

***Key Words**: Hereafter, humbling, miracle, dimensions and avenue.*

موضوع کا تعارف

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو کتب سماویہ میں نزولی اعتبار سے سب سے آخری کتاب کا درجہ دیا ہے۔ خالق کائنات نے اس میں ایسے اسرار و رموز اور علمی جواہر رکھ دیے ہیں کہ قیامت تک کوئی ان سب کی تلاش کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید خاتم الانبیاء والرسل کا عقلی ،ذہنی اور علمی معجزہ ہے۔ علم اللغۃ اور علم البیان میں عاجز کر دینے والی کتاب ہے۔ ماضی اور مستقل کی خبریں بیان کرنے میں اس کتاب کا کوئی ثانی نہیں۔ یہ ایسا معجزہ ہے کہ جو امور علمیہ ، مسائل کونیہ، قواعد سیاسیہ، قوانین اقتصادیہ، تفصیلات اجتماعیہ، حقوق انسانیہ اور نظم بشریہ سب کی معلومات اپنے اند سموے ہوئے ہے۔ مخلوق میں رہتی دنیا تک ایسی حیران کن کتاب کوئی لکھنے سے قاصر ہے۔ ہمیشہ کے لیے قرآن اسلام کی معجزاتی کتاب ہے۔ حقانیت اسلام پر دنیا میں باقی رہنے والی دلیل ہے۔ جب سے یہ کتاب نازل ہوئی ہے، تب سے اس پر مختلف جہتوں سے کام ہو رہا ہے، لیکن محققین اور باحثین کے لیے ابھی تک تحقیق کی راہیں کھلی ہیں۔ بلکہ کئی ایک پہلو ایسے باقی ہیں، جن پر کسی نے سیر حاصل کام ہی نہیں کیا۔ اہل علم کی تحقیقات اب تک ایسی حیران کن کتاب لکھنے سے یکسر قاصر ہیں۔

قرآن کریم پر جدید دور میں جن مختلف جہتوں پر کچھ تفصیلی کام ہوا ہے، ان میں ایک قرآن کی التفسیر العلمی ہے۔ کچھ سالوں سے کئی ایک علمائے کرام نے التفسیر العلمی پر توجہ کی ہے، پھر جب اس موضوع کو کچھ پذیرائی ملی تو اہل علم کی ایک جماعت نے اس کا تنقیدی جائزہ لیا اور اسے قرآن کی مذموم تفسیر کہہ دیا، بعض محققین اور مفسرین اس کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہر ایک فریق نے اپنے نظریات پر تفصیلی دلائل دیے جس کے سبب کچھ وقت سے یہ مسئلہ تحقیق طلب بنا ہوا ہے کہ فریقین کے دلائل کا آخر جائزہ لیا جائے کہ درمیانی اور متعدل بات کیا ہے؟۔

اس تحقیق میں اسی بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ تفسیر علمی اور سائنسی تفسیر کے قائلین ومانعین کے دلائل کیا ہیں؟فریقین کے دلائل کا تجزیہ کر کے درمیانی اور تحقیقی اعتدالی مؤقف کا کھوج اس تحقیق کا بنیادی مقصد ہے۔

التفسیر العلمی کی تعریف وتوضیح:

التفسیر العلمی دو لفظوں سے مرکب ہے، ایک تفسیر اور دوسرا علمی۔ چنانچہ التفسیر العلمی پر بحث کرنا اس امر کا متقاضی

ہے کہ پہلے ان دو کلمات کی الگ الگ وضاحت کی جائے۔

تفسیر کی لغوی تعریف:

اہل لغت لفظ تفسیر کو بیان، وضاحت اور کشف کے معنی میں استعمال کرتے ہیں، جیسا امام ابن فارس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

(فَسَّرَ) الفاء،والسين، والراء كلمة واحدة تدلُّ على بيانِ شيء وإيضاحه[1]

"فسر ایک ہی کلمہ ہے جو کہ کسی چیز کے بیان اور وضاحت پر دلالت کرتا ہے۔"

امام ابن منظور رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فسر: الفسر: البيان. فسر الشيء يفسره، بالكسر، ويفسره، بالضم، فسرا وفسره: أبانه.... الفسر: كشف المغطى، والتفسير كشف المراد عن اللفظ المشكل...واستفسرته كذا أي سألته أن يفسره لي. (٢)

"فسر کا معنی بیان ہے، ضرب یضرب باب سے کسرہ اور نصر ینصر باب سے ضمہ دونوں کے ساتھ آتا ہے۔ فسرہ کا معنی کسی چیز کو ظاہر کرنا ہے، فسر ڈھانپی ہوئی چیز سے پردہ اٹھانا ہے، تفسیر سے مراد مشکل لفظ کی مراد واضح کرنا ہے، واستَفسَرتُہ کذا کا معنی ہے، میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ مجھے فلاں بات کی وضاحت کر دے۔"

علامہ ابوالبقاء حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

الاستبانة والكشف، والعبارة عن الشيء بلفظ أيسر وأسهل من لفظ الأصل. (٣)

"وضاحت کا مطالبہ کرنا اور کسی چیز کو ظاہر کرنا ہے۔ اصل لفظ کی بہ نسبت آسان لفظ کے ذریعے وضاحت کرنا تفسیر کہلاتا ہے۔"

گویا مذکورہ بالا مفاہیم سے مراد وضاحت کا مطالبہ کرنا اور کسی چیز کو ظاہر کرنا ہے، یعنی اصل لفظ کی بہ نسبت آسان لفظ کے ذریعے وضاحت کرنا تفسیر کہلاتا ہے۔

اصطلاحی تعریف:

اصطلاح میں قرآن مجید کے معانی کی وضاحت کرنا علم تفسیر کہلاتا ہے۔ اگرچہ بعض اہل علم نے اس میں بعض ایسی باتوں کو بھی شامل کر لیا ہے جو کہ تفسیر کا خالص موضوع نہیں ہے، بلکہ اس میں ممد و معاون ضرور ثابت ہو سکتے ہیں، اسی طرح بعض اُصولیوں نے علوم القرآن اور تفسیر کو ہم معنی سمجھ لیا ہے، لیکن حقیقت میں تفسیر القرآن کو علوم القرآن کے ایک جزء کی حیثیت حاصل ہے۔ علمائے کرام نے علم تفسیر کی درج ذیل تعریفات کی ہیں: علامہ ابو حیان اندلسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

التفسير علم يبحث فيه عن كيفية النطق بألفاظ القرآن، ومدلولاتها، وأحكامها الإفرادية والتركيبية، ومعانيها التي تحمل عليها حالة التركيب، وتتمات لذلك(٤)

"تفسیر وہ علم ہے کہ جس میں الفاظ قرآن کے نطق کی کیفیت، مدلولات، احکام افرادی وترکیبی، حالت ترکیب میں حامل معانی اور تتمات کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔" اسی طرح علامہ برہان الدین زرکشی رحمہ اللہ ایک جگہ پر یہ تعریف کرتے ہیں:

علم يفهم به كتاب الله المنزل على نبيه محمد - صلى الله عليه وسلم - وبيان معانيه واستخراج أحكامه وحكمه(٥)

"تفسیر ایسا علم ہے کہ جس کے ذریعے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کتاب الٰہی کے فہم، معانی کے بیان، نیز احکام اور حکمتوں کے استخراج کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔"

چناچہ ہر ایک تعریف پر یہی اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ان میں علم تفسیر کے ساتھ دوسرے علوم کو بھی شامل کر دیا گیا ہے، حالانکہ انہیں علوم القرآن میں الگ سے ایک علم کی حیثیت حاصل ہے۔ لہٰذا تفسیر سے مراد قرآن کی شرح،اس کے معانی کا بیان، نیز نص اور اشارات کے تقاضا کو مد نظر رکھتے ہوئے وضاحت کرنا ہے۔

علم کی لغوی تعریف:

التفسیر العلمی میں تفسیر کے وصفی لفظ علمی کی نسبت علم کی طرف ہے۔ علم لغوی لحاظ سے کسی چیز کے حوالے سے یقینی معلومات کا نام ہے اور یہ جہالت کا نقیض ہے، جیسا کہ مشہور لغوی امام خلیل بن احمد فراہیدی کہتے ہیں:

علم: علم يعلم علما، نقيض جهل٦

" علم یعلم باب سے علم مصدر ہے اور یہ جہالت کا نقیض ہے۔"

المصباح المنیر کے مصنف کا کہنا ہے:

العلم الیقین...... مسبوق بالجہل ۷.

"علم یقین کا نام ہے، جب کسی معاملے میں یقین ہو جائے تو علم یعلم کہا جاتا ہے۔ علم معرفت کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ اشراکیت کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کے معنیٰ میں استعمال ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ دونوں سے مسبوق جہل ہی ہوتا ہے،اسی لیے کہ علم اگر کسبی بھی ہو، تب بھی مسبوق بالجہل ہوتا ہے۔"

علم کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاح میں علم کسی بھی چیز کے حوالے سے ایسا اعتقاد جازم ہے جو نفس الامر سے مطابقت رکھتا ہو۔ یا پھر علم ایسا وصف ہے جو ایسی تمییز کو واجب کر دے جس میں نقیض کا احتمال باقی نہ ہو۔ جیسا کہ علامہ عبدالرؤف مناوی کہتے ہیں:

العلم هو الاعتقاد الجازم الثابت المطابق للواقع، أو هو صفة توجب تميیزا لا يحتمل النقيض، أو هو حصول صورة الشيء في العقل، والأول أخص٨.

ترجمہ: "علم کسی بھی چیز کے حوالے سے ایسا اعتقاد جازم ہے جو نفس الامر سے مطابقت رکھتا ہو۔ یا پھر علم ایسا وصف ہے جو ایسی تمییز کو واجب کر دے جس میں نقیض کا احتمال باقی نہ ہو۔ یا پھر عقل میں کسی چیز کا تصوراتی منظر آجانا علم کہلاتا ہے۔ لیکن پہلی تعریف زیادہ خاص ہے۔" اس ضمن میں علامہ علی بن محمد شریف جرجانی لکھتے ہیں:

العلم: هو الاعتقاد الجازم المطابق للواقع،....... وصول النفس إلى معنى الشيء٩

علم کی درج ذیل تعریفات اہل علم کی طرف سے کی گئی ہیں:

چنانچہ علم نفس الامر سے مطابقت رکھنے والا اعتقاد جازم ہے۔ حکما کا کہنا ہے کہ عقل میں کسی چیز کا تصوراتی منظر آجانا

علم کہلاتا ہے علامہ جرجانی کہتے ہیں: لیکن دوسری تعریف کی بہ نسبت پہلی تعریف زیادہ خاص ہے۔ کسی چیز کی حقیقت کا ادراک علم کہلاتا ہے۔ کسی معلوم چیز سے خفا کے پردے کا زائل ہو جانا علم ہے اور یہ جہل کا نقیض ہے۔ بعض نے تو کہہ دیا ہے کہ علم لفظ کو کسی تعریف کی ضرورت ہی نہیں۔ علم وہ صفت راسخہ ہے جس کے ذریعے کسی چیز کی کلیات و جزئیات کا ادراک ہو جاتا ہے۔ انسان کو کسی چیز کا معنی موصول ہو جانا علم ہے۔" اسی طرح الموسوعہ القرآنیہ المتخصصہ کے مصنف نے علم کی ایک اچھی تعریف بایں الفاظ کی ہے:

والأصل في معنى العلم عند العرب هو الادراك الصحيح لحقائق الأشياء۱۰

ترجمہ: "اہل عرب کے نزدیک اشیا کے حقائق کا صحیح ادراک حاصل ہو جانا علم کہلاتا ہے۔"

دور حاضر میں علم سے مراد کسی موضوع سے متعلقہ مسائل اور اصول کلیہ کے ایک مجموعہ کو بھی لیا جاتا ہے۔ کبھی ایک موضوع کو شامل ابحاث کو بھی علم کہا جاتا ہے، جیسا کہ علوم طب، علوم عربیہ اور علوم طبعیہ وغیرہ ہیں۔ دور جدید میں علم کا اطلاق ان علوم طبعیہ پر بھی ہوتا ہے جو کسی تجربہ، مشاہدہ اور بحث و تمحیص کا محتاج ہوں۔ خواہ ان کا تعلق نظری علوم سے ہو یا تطبیقی علوم سے۔ ہماری بھی یہاں مراد تجرباتی و مشاہداتی علم ہے اور اس کے متعلقہ جو کائنات میں علوم طبعیہ: فزکس، کیمیا، علم الارض، علم الاحیاء، علم البحار، علم الفلک اور اس جیسے دیگر علوم ہیں۔

التفسیر العلمی کی اصطلاحی تعریف:

التفسیر العلمی اور سائنسی تفسیر عصر حاضر کی ایک جدید اصطلاح ہے۔ جو قرآنی آیات کی ایسی تأویل اور تفسیر کی طرف اشارہ کرنے کا نام ہے، جن سے سائنسی نظریات اور جدید تجرباتی و مشاہداتی تجزیات موافقت رکھتے ہوں۔ البتہ اس کی تفسیر میں علمائے کرام مختلف نظریات رکھتے ہیں۔ بعض اہل علم نے التفسیر العلمی میں کہا ہے کہ یہ آیت قرآنی کے معانی کی ایسی تفاصیل کو واضح کرنا ہے جن کی صحت سائنسی تجربات اور کائناتی مظاہر سے ثابت ہو۔ اس ضمن میں معروف مصری محقق ڈاکٹر محمد حسین ذہبی یوں لکھتے ہیں:

نريد بالتفسير العلمى: التفسير الذى يُحَكِّم الاصطلاحات العلمية فى عبارات القرآن، ويجتهد فى استخراج مختلف العلوم والآراء الفلسفية منها.۱۱

ترجمہ: "التفسیر العلمی سے ہماری مراد وہ تفسیر ہے، جو عبارات قرآنیہ میں سائنسی اصطلاحات کو ثابت کرے اور قرآن سے مختلف سائنسی نظریات اور فلسفی آرا کے استخراج کی جد و جہد کی جائے۔"

المقدمات الاساسیۃ فی علوم القرآن میں اس کی یہ تعریف کی گئی ہے:

والمراد به تفسير الآيات الّتي تتحدّث عن الكون وخلق الإنسان ونحو ذلك، بما توصّل إليه العلم الحديث من اكتشاف واطّلاع على حقائق لم يهتد إليها عموم النّاس من قبل.۱۲

ترجمہ: " التفسیر العلمی سے مراد آیات قرآنیہ کی وہ تفسیر ہے، جو جدید سائنسی انکشافات اور وہ حقائق جن سے پہلے عوام الناس واقف نہ ہوں۔ کے ذریعے کائناتی مظاہر، تخلیق انسانیت کے حقائق اور ان جیسے دیگر علوم پر بحث کرے۔"

التفسیر العلمی کی بابت ڈاکٹر فہد رومی کہتے ہیں کہ عام طور پر التفسیر العلمی کی یہ تفسیر کی جاتی ہے:

يراد بالتفسير العلمي: "اجتهاد المفسر في كشف الصلة بين آيات القرآن الكريم ومكتشفات العلم التجريبي والربط بينهما بوجه من الوجوه"

ترجمہ: " التفسیر العلمی سے مراد کسی صورت میں مفسر کا آیات قرآنیہ اور سائنسی تجربات کے مابین ربط قائم کرنے کی کوشش کرنا ہے۔"

لیکن زیادہ بہتر تعریف یہ ہو سکتی ہے:

"كشف الصلة بين النصوص القرآنية وحقائق العلم التجريبي"١٣

"نصوص قرآنیہ اور سائنسی تجربات کے حقائق کے مابین کو ربط کو واضح کرنا التفسیر العلمی ہے۔"

التفسیر العلمی اور الاعجاز العلمی میں فرق:

التفسیر العلمی کی بحث میں الاعجاز العلمی کی بحث اہم ہے، کیونکہ اہل علم کی ایک جماعت دونوں میں فرق ہی نہیں کرتی، جبکہ دوسری جماعت کے مطابق دونوں میں فرق بہر حال موجود ہے۔اسی لیے پہلے الاعجاز العلمی کی وضاحت ضروری ہے۔

اصول تفسیر اور علوم قرآن کے ماہر عالم دین ڈاکٹر مساعد الطیار الاعجاز العلمی کی تفسیر بایں الفاظ کرتے ہیں:

الإعجاز العلمي هو إخبار القرآن الكريم أو السُّنَّة النبوية بحقيقة أثبتها العلم التجريبي وثبت عدم إمكانية إدراكها بالوسائل البشرية في زمن الرسول مما يظهر صدقه فيما أخبر به عن ربه سبحانه وتعالى

"اعجاز علمی سے مراد قران کریم اور سنت نبویہ کی وہ خبریں ہیں، جنہیں سائنسی تجربات نے ثابت کیا ہے، نیز اس کا عہد رسالت میں انسانی وسائل سے ادرک ممکن نہیں ہو اور اس سے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خبریں بیان کرنے میں صادق ہونا ثابت ہو۔"١٤

قرآن و سنت میں سائنسی معجزات سے متعلق پہلی سائنسی عالمی کانفرنس کی طرف سے جاری کردہ سفارشات میں ایک تعریف یہ کی گئی ہے:

أما الإعجاز العلمي فهو: يعني تأكيد الكشوف العلمية الحديثة الثابتة والمستقرة للحقائق الواردة في القرآن الكريم والسنة المطهرة بأدلة تفيد القطع واليقين باتفاق المتخصصين، وثبت عدم إمكانية إدراكها بالوسائل البشرية في زمن الرسول -صلى الله عليه وسلم١٥

"اعجاز علمی سے مراد جدید سائنسی ثابت و مستحکم ایجادات و تجربات سے متعلق قرآن و سنت میں وارد شدہ حقائق کو باتفاق محققین قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت کرنا ہے اور عہد رسالت میں انسانی وسائل سے ان حقائق کا عدم ادراک ثابت ہو۔

اس تعریف سے واضح ہو گیا ہے کہ التفسیر العلمی قرآنی آیات کے معانی کا اظہار اور تفاصیل بیان کرنا ہے اور الاعجاز العلمی در اصل قرآن و سنت کی اخبار کو جدید سائنسی تحقیقات و مشاہدات سے ثابت کرنا ہے، نیز اس بات کی وضاحت کرنا ہے کہ وسائل بشریہ کے مطابق عہد رسالت میں ان کا حقائق کا ادراک ممکن نہیں تھا۔

ڈاکٹر زغلول النجار تفسیر علمی اور اعجاز علمی کے درمیان فرق کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

إن التفسير العلمي للقرآن الكريم يقصد به أن يوظف أهل كل جيل كل المعارف المتاحة لهم في حسن فهم دلالة القرآن الكريم... وقبل عشرات السنين فقط١٦

'' تفسیر العلمی کا مقصود ہر دور میں قرآن کی دلالت کو اچھی طرح سمجھنے میں تمام علوم موجودہ سے مدد حاصل کرنا ہے۔ اور اعجاز علمی میں ہم صرف ثابت شدہ سائنسی حقائق کو بروئے کار لاسکتے ہیں، کیونکہ اعجاز علمی سے ہمارا مقصود یہ ہوتا ہے کہ ہم مسلم یا غیر مسلم کو ثابت کریں کہ کائناتی حقائق پر مشتمل یہ قرآن کریم اُمی نبی پر ایک ناخواندہ اُمت میں ۱۴۰۰سال پہلے نازل ہوا ہے اور ان حقائق کی معرفت سخت محنت و کوشش کے بعد صرف چند سال پہلے انسان نے حاصل کی ہے۔''

چنانچہ جب مذکورہ بالا اقوال کے ساتھ موافقت کرتے ہوئے ایک احتیاط نہایت ضروری ہے کہ اس قسم کی تفسیر کرنے والے مفسر یا ہر مفسر کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی عبارت اس انداز کے سے بیان کرے کہ اس سے معلوم ہو کہ آیات سے تمام تفسیری وسائل کو بروئے کار لانے کے بعد یہ فہم اسے حاصل ہوا ہے اور وہ قطعی طور پر یہ دعویٰ نہ کرے کہ جو کچھ اس نے سمجھا وہ ہی اللہ کی مراد ہے۔ جیسے تفسیر بالرائے اور تفسیر ماثور کا فرق سمجھنا ضروری ہے۔

التفسیر العلمی کے مانعین کا مؤقف اور دلائل

اہل علم کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ التفسیر العلمی کا شمار تفسیر بالرائے مذموم میں ہوتا ہے، لہٰذا قرآن کی اس انداز سے تفسیر کرنا جائز نہیں ہے۔ ان میں علامہ ابو حیان اندلسی، امام شاطبیؒ، شیخ الازہر محمود شلتوت، ڈاکٹر امین خولی، سید قطب شہید اور دیگر علمائے کرام کے نام شامل ہیں۔اس گروہ کے دلائل درج ذیل ہیں :

دلیل اول :

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس لیے قرآن کو نازل نہیں کیا ہے کہ وہ نظریات علوم، دقائق فنون اور انواع معارف پر بحث کرے، کیونکہ قرآن مجید کا ہدف صرف ان علمی حقائق کو بیان کرنا نہیں تھا، بلکہ وہ مقصد تو ان سے کہیں بڑھ کر ہے، وہ ہدایت اور مخلوق کے لیے ایمان باللہ اور ایک اللہ کی عبادت کے دلائل فراہم کرنا ہے۔۱۷ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

طس تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ (١) هُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ١٨

''یہ قرآن کی آیات اور کتاب مبین ہے جو کہ مومنین کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔''

دلیل ثانی :

قرآن مجید تو بلاغت کے اعلیٰ درجات کو شامل ہے۔جب ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید ہر ایسے علوم اور الفاظ کو شامل ہے، جن کے معانی کی وضاحت کی جائے تو اس سے یہ اعتراض لازم آتا ہے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن ان لوگوں کی طرف نازل کیا، جن کے معانی سے لوگ واقف ہی نہیں تھے اور یہ قرآن کی بلاغت کے بالکل خلاف بات ہے۔۱۹

دلیل ثالث :

قرآن و حدیث کی سائنسی تفسیر اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ ہر زماں و مکاں میں سائنسی علوم اور تجرباتی حقائق کے ساتھ ساتھ چلے۔ حالانکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ سائنسی تحقیقات اور تجربات میں کوئی بڑے سے بڑا تجربہ حرف آخر نہیں ہوتا۔ بلکہ کچھ عرصہ بعد سائنسی تجربات ہی پہلے حقائق و تجزیات کو رد کر دیتے ہیں۔ الغرض ان میں آئے روز تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ سائنسی ماہرین کو بھی اس رائے سے حرف بہ حرف اتفاق ہے۔ کیونکہ مادی علوم کسی بھی طرح حقائق کا مکمل علم نہیں دیتے، بلکہ وہ تو ان حقائق کے جزئیات پر کچھ جانکاری حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں قرآنی حقائق صدیوں سے ایک ہی طرح چلے آرہے ہیں، ان میں کوئی تبدیلی نہیں، کیونکہ حقائق الٰہیہ حقائق کے کلیات کو شامل ہوتے ہیں اور یہ قرآن بھی اس ذات کی طرف سے نازل شدہ ہے، جس کا علم ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اس ذات نے ہر چیز کے حوالے سے جو خبر دی ہے، وہ حرف آخر اور حتمی تحقیق ہے، اس میں کسی قسم کے رد و بدل یا کمی و بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ۲۰

دلیل رابع:

سائنسی تفسیر کے قائلین ایک استدلال کرتے ہیں کہ لفظ کتاب جمیع علوم کو شامل ہے اور آیت میں کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ حالانکہ مفسرین نے اس آیت کی وضاحت میں ایسی کوئی تفسیر ذکر نہیں کی جو تمام علوم عقلیہ و نقلیہ کو شامل ہو۔ ۲۱

دلیل خامس:

التفسیر العلمی اپنے قائلین کو خواہ مخواہ تکلف والی تفسیر کرنے اور مفروضات پر مجبور کرتی ہے۔ ایسے بے ثبات نظریات کا قائل بناتی ہے جو کچھ وقت تک رہیں گے، پھر ان کے مخالف نظریہ آجائے گا۔ ۲۲

دلیل سادس:

سائنسی تفسیر کے قائلین کا کہنا ہے کہ تفسیر میں سائنسی تحقیقات سے مطلق طور پر استفادہ کیا جائے گا۔ ہم سائنس حقائق کو قرآن پر پیش نہیں کریں گے۔ بلکہ قرآنی آیات کی ہر زمانے میں ایسی تفسیر کریں گے جو عصر حاضر کی سائنسی تحقیقات سے موافق ہو جائے۔ جب ایک زمانے کے گزرنے کے بعد سائنسی تحقیق میں کوئی تبدیل اور تغیر آئے گا تو ہم قرآن کی نئی ایک تفسیر کریں گے جو موجودہ سائنسی تحقیق سے عین مطابق ہو گی۔ ۲۳

مانعین سائنسی تفسیر کا کہنا ہے کہ قائلین کے اس مؤقف کی کمزوری الفاظ ہی سے ظاہر ہے کہ جب ایک زمانہ گزرنے کے بعد نئی سائنسی تحقیق گزشتہ سائنسی تحقیق کو ردّ کرے گی اور اسے غلط ثابت کر دے گی تو کیا جو پہلے قرآن کی تفسیر سائنسی تحقیق کے عین مطابق کی گئی تھی، وہ غلط ہونے کے سبب ردّ کر دی جائے گی اور یہ تو قرآن کی حقانیت پر سوالیہ نشان کھڑا کر دینے والی بات ہے۔

دلیل سابع:

التفسیر العلمی کا فکری زاویہ مفسر کو اس منہج پر مجبور کرتا ہے کہ وہ اس تفسیری انداز میں اس حد بندی سے تجاوز کر جائے، جس کا نص قرآنی کے الفاظ متحمل ہی نہیں ہوتے۔ کیونکہ سائنسی تفسیر کرنے والے کو تو اس بات کی جلدی ہوتی ہے کہ وہ کسی طرح سے سائنسی تحقیق اور قرآنی آیت کے درمیان مطابقت پیدا کر دے، خواہ وہ اس جلد بازی میں غیر شرعی انداز ہی اختیار کر

لے۔ ۲۴

دلیل ثامن:

عالم دنیا کے سامنے جو بھی سائنسی حقائق منظر عام پر آئے ہیں، ان میں ہمیشہ سے تغیر و تبدل اور تعدیل و تنقیص کی گنجائش باقی رہی ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو نئی آنے والی تحقیق پہلی سائنسی تحقیق کو ۱۰۰ فیصد ردّ کر دیتی ہے اور اس کے بالکل برعکس نظریہ پیش کرتی ہے۔اب دوسری طرف قرآنی حقائق جو حرف آخر ہیں، چودہ صدیوں میں ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ لہٰذا ہم حتمی حقائق کو کس طرح مجروح حقائق کے ساتھ معلق کر سکتے ہیں۔ ۲۵

اسی لیے تو شیخ الازہر ڈاکٹر محمود شلتوت اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وعلى هذا يمكن أن يقال: أن التفسير العلمي للقرآن مرفوض إذا اعتمد على النظريات العلمية التي لم تثبت ولم تستقر ولم تصل إلى درجة الحقيقة العلمية.ومرفوض إذا خرج بالقرآن عن لغته العربية.ومرفوض إذا صدر عن خلفية تعتمد العلم أصلاً وتجعل القرآن تبعاً.ومرفوض إذا خالف ما دل عليه القرآن في موضع آخر أو دلت عليه السنة الصحيحة٢٦

ترجمہ: ’’اس بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ درج ذیل صورتوں میں سائنسی تفسیر قابل ردّ سمجھی جائے گی:

جب اس میں بے ثبات، غیر مستقر اور ابھی تک تحقیقی اور حتمی نتیجے تک نہ پہنچنے والے سائنسی نظریات پر اعتماد کیا گیا ہو۔

جو سائنسی تفسیر قرآن کو لغت عرب سے خارج کر دے۔

جب اس سائنسی تفسیر کے پس منظر میں ایسی فکر پر اعتماد کیا گیا ہو کہ قرآن مجید سائنسی تحقیقات کے تابع ہے۔

جب اس سائنسی تفسیر کی قرآن کا ایک دوسرا مقام اور صحیح حدیث مخالفت کر رہا ہو۔‘‘

التفسیر العلمی کے قائلین کا مؤقف اور دلائل

التفسیر العلمی کے قائلین میں امام غزالی، مفسر فخر الدین رازی، علامہ زرکشی، حافظ سیوطی، امام بیضاوی، نظام الدین نیساپوری، علامہ محمود شکری آلوسی، شیخ طنطاوی جوہری، علامہ محمد مصطفےٰ مراغی، علامہ محمد بن احمد اسکندرانی، محمد فرید وجدی، علامہ مصطفےٰ صادق رافعی، علامہ عبدالرحمٰن کواکبی اور علامہ جمال الدین قاسمی وغیر ہم شامل ہیں۔ یہ گروہ اپنے مؤقف کی تائید میں درج ذیل دلائل دیتا ہے:

دلیل اول:

بعض قرآنی آیات کے ظاہری عموم سے استدلال کیا جاتا ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ٢٧

نیز فرمان ربانی ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ

اس فریق کا استدلال یہ ہے کہ اس آیت میں لفظ ’’کتاب‘‘ سے مراد لوح محفوظ ہے اور اس کے عموم میں تمام علوم داخل

ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

{أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ}۲۸

قرآن میں یہ بھی فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

{سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ}۲۹

یہ آیات تخلیق کائنات میں تفکر وتدبر کی طرف دعوت دے رہی ہیں۔

دلیل ثانی:

بعض احادیث وآثار کے ظاہری عموم سے استدلال کیا جاتا ہے، جیسا صحیح بخاری۳۰ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا: مجھ پر اس حوالے سے کچھ بھی نازل نہیں کیا گیا، سوائے ان آیات کے:

{فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ . وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ}۳۱

اس فریق کا کہنا ہے کہ اس نص قرآنی کے عموم میں جو بھی داخل ہے، اس بارے میں یہی کہا جائے گا کہ قرآن بطور نص اس پر دلالت کرتا ہے۔۳۲

دلیل ثالث:

سلف صالحین سے بعض ایسے آثار بھی ملتے ہیں جو سائنسی تفسیر کے جواز کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جیسا سیدنا عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

«من أراد خير الأولين والآخرين فليثور القرآن، فإن فيه خير الأولين والآخرين»۳۳

''جو شخص تحصیل علم کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ قرآن کریم کو باریک بینی پڑھے، کیونکہ اس میں اولین وآخرین دونوں کا علم ہے۔''

دلیل رابع:

بلاشبہ قرآن مجید قیامت تک اقوام عالم کے لیے حجت بالغہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اعجاز علمی اور تفسیر دو ایسے طرز استدلال ہیں، جن کے لیے ذریعے ہم قرآن سے ہی ایسے دلائل نکال سکتے ہیں، جو بعض ملحدوں کے اعتراضات کا تسلی بخش جواب بن سکتے ہیں۔ جہاں وہ قرآن میں عقلی اعتراضات کر کے شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں تو ہم انہی کے انداز میں کافی وشافی جواب انہیں دے سکتے ہیں۔

دلیل خامس:

بعض اوقات جدید علوم بعض قرآنی آیات کے صحیح فہم کے لیے ضروری ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے لیے یہاں شریعت نے کوئی قید اور پابندی نہیں لگائی کہ قرآنی آیات کے فہم کے لیے ہر صورت قدیم علوم پر اکتفا کرنا ہی ضروری ہے۔ خاص

طور پر جب ایک قرآنی آیت کے کئی ایک معانی سامنے آرہے ہو اور تفسیر میں ترجیحی قواعد کی روشنی میں ایک معنیٰ کو ترجیح دیا جائے گا تو اس وقت لازمی طور پر سائنسی علم اس میں مدد و معاون ثابت ہو سکتا ہے کہ جس معانی کا مؤید سائنسی نظریہ ہو گا تو اس کو ایک خارجی قرینہ سمجھ کر اسی معانی کو ترجیح دی جائے گی۔ ۳۴

دلیل سادس:

سائنسی تفسیر کا جواز فراہم کرنے والوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آسمان و زمین کے احوال، رات و دن کے بدلنے، روشنی و اندھیرے کی کیفیات اور شمس و قمر کی حالتوں کو مختلف سورتوں میں تکرار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اگر ان ساری تخلیقات کے احوال و کیفیات میں غور و فکر اور بحث جائز نہ ہوتا تو کبھی اللہ تعالیٰ ان ساری تخلیقات کے تذکروں سے اپنی کتاب کو نہ بھرتا، ان کے بیان کا صرف یہی نمایاں مقصد نظر آتا ہے کہ ان میں غور و فکر کرو اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت کا جائزہ لو۔ ۳۵

دلیل سابع:

قرآن کریم میں بہت سی آیات کونیہ کا ذکر ہے۔ اب اگر عصر حاضر میں سائنسی تحقیقات و نظریات کی روشنی میں ان قرآنی آیات کا فہم حاصل کیا جائے تو اس دور کے تقاضوں کے عین مطابق الدعوۃ الی اللہ کا کام بہت آسان اور مؤثر ہو جائے گا۔ ۳۶

دلیل ثامن:

جب سائنسی تفسیر کے فوائد اس دور میں مسلمہ ہیں تو یہ منفعتیں خود اس علم کے جواز پر سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ اس کے فوائد درج ذیل ہیں:

قرآن مجید اور سائنسی تحقیقات کے مابین اگر تطبیق اور موافقت کی تلاش پر محنت کی جائے گی تو لازمی طور پر دور حاضر کے مطابق جدید اعجاز القرآن سامنے آئیں گے۔

اہل مغرب چونکہ سائنس کی تحقیقات کو بہت اہمیت دیتے ہیں تو غیر مسلموں کی اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے اگر سائنسی تفسیر کی جائے گی تو یہ ان پر اقامت حجت اور نہایت مؤثر ہو گی۔

قرآن کے اسرار و رموز کو جب سائنسی تحقیقات و نظریات کی مدد سے آشکارا کیا جائے گا تو اس سے لوگوں کے دل ایمان کے لحاظ سے عظمت الٰہی اور قدرت الٰہی سے بھر جائیں گے۔ ۳۷

التفسیر العلمی کے قائلین و مانعین کے نظریات کا جائزہ اور مؤقف اعتدال:

قائلین و مانعین کے دلائل کا اگر تحقیقی نگاہ سے جائزہ لیا جائے تو بالکل واضح ہے کہ جھٹ سے ہم ایک ہی مؤقف کو اور دوسرے کو کلی طور پر ردّ نہیں کر سکتے۔ خاص طور پر ایسی صورت میں جب دونوں طرف اہل علم اور محققین کی کثیر تعداد موجود ہے۔ نیز فریقین میں سے ہر کوئی قرآن کریم کی حقانیت اور اسلام کی نشر و اشاعت کا خواہاں ہے۔ اب جس گروہ نے سائنسی تفسیر کی تائید کی ہے، وہ بھی دراصل اقوام عالم پر یہی بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کوئی مفروضات کی کتاب نہیں، بلکہ منزل

من اللہ ہے۔ نیز اس بات کو عقلی براہین سے دنیا پر منکشف کریں کہ یہ کتاب اس کے خالق و مالک کی طرف سے نازل شدہ ہے جس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ اس فریق کی دراصل کوشش یہ ہے کہ اس دور میں لوگوں کا ایک بڑا گروہ سائنسی تحقیقات کے سحر میں مبتلا ہے۔ اب دنیا کے سامنے جس تحقیق کو بھی ثابت کرنا ہے تو سائنسی تحقیقات کا لازمی سہارا لیا جائے اور اس کی تائید کو حاصل کیا جائے۔ اب اس گروہ نے یہ اقدام کیا ہے کہ قرآن کی تحقیقات تو بلاشبہ حق و سچ ہیں اور اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ اب ہم قرآن کی ضرور ایسی تفسیر کریں جس کو سائنسدان بھی آسانی سے ردّ نہ کر سکیں بلکہ وہ اس کی طرف راغب ہوں اور اس کتاب کی حقانیت کو تسلیم کریں۔

دوسری طرف سائنسی تفسیر کے مخالفین و مانعین کا کہنا ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم نے تفکیر و تدبیر کی حمایت کی ہے، بلکہ اس کا حکم دیا ہے۔ قرآن کریم نے جدید سے جدید تر تحقیقات کی طرف جانے والے راستے میں رکاوٹ کھڑی نہیں کی۔ لیکن صرف یہ بات قابل اعتراض اور باعث نقد ہے کہ سائنسی تحقیقات و نظریات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ اب جب قرآن کی ایک سائنسی تفسیر ایک سائنسی تحقیق کے مطابق ہوئی۔ پھر اس سائنسی تحقیق پر اعتراضات کھڑے ہوئے اور اس کو ردّ کر کے نئے نکتہ نظر کی حمایت کر دی گئی تو لازمی طور پر قرآن کی تحقیق بھی رد ہو جائے گی اور پھر نئے سائنسی نظریے کے مطابق ایک نئی تفسیر کرنی لازم ہو جائے گی تو اس طرح ہم قرآن کریم جیسی باشرف کتاب کو ایسے گھومنے والے پہیے کے ساتھ نہیں باندھ سکتے کہ جو مضامین قرآن کو بس گھماتا ہی پھرے۔ ۳۸

دوسرا سائنس جو بھی تحقیق پیش کرے تو لازم ہی نہیں آتا کہ اس کی اصل ضرور قرآن مجید میں موجود ہو۔ کیونکہ قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد یہ ہے ہی نہیں۔ بلکہ مسلمان پر تو یہ لازم ہے کہ وہ اعتقاد رکھے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے اور کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور کلام میں تضاد ممکن ہی نہیں، یہ صرف لوگوں کی سوچ و فکر کا نقص ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن کے مضامین پر یقین رکھنا تو لازم ہے، لیکن مضامین قرآن کا سائنسی تحقیقات کے ساتھ مقارنہ اور ربط پیش کرنا کسی پر لازم نہیں ہے یہ محض ایک تکلف ہے۔

ایک اہم قاعدہ اور تجزیہ

یہاں ایک ضابطہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم میں کوئی بھی ایسی صریح نص نہیں ہے جو کسی ثابت شدہ صحیح تحقیق کے برعکس ہو۔ جب کوئی قرآنی نص کو علمی تحقیق کے خلاف کہتا ہے، ایسی صورت میں یا تو وہ قرآنی نص کا صحیح معنیٰ نہیں سمجھ سکا اور یا علمی تحقیق کا صحیح فہم اسے حاصل نہیں ہو سکا۔ اب جو بھی قرآن کو سائنسی تحقیق کے خلاف کہتا ہے۔ یا تو قرآنی نص کو نہیں سمجھ سکا۔ یا پھر وہ تخلیق کائنات میں تفکر و تدبر سے صحیح نتیجہ و تحقیق سامنے نہیں لا سکا۔ لہٰذا جب بھی کوئی دنیاوی تحقیق قرآن سے متصادم ہو تو اس میں درج ذیل احتمالات ہو سکتے ہیں:

یا تو سائنس کی تحقیق ابھی تک تک اس مرحلے تک پہنچی ہی نہیں جس پر یقین کی حد تک اعتماد کیا گیا ہو۔ وہ کسی کا خیال اور جاری شدہ ریسرچ ہو سکتی ہے۔

یا وہ دینی نص غیر صحیح (ضعیف حدیث) ہو سکتی ہے جس کے ساتھ اس کو ربط دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

یا نص قرآنی یا صحیح حدیث سے جو مفہوم سمجھا اور اخذ کیا گیا ہے، وہ غلط ہے۔ نیز عبارات قرآنیہ کی تعبیر جدید اصطلاحات سے کی گئی ہو گی جو کہ نص قرآنی کا مقصد ہی نہیں ہوتا۔

چناچہ جب یہ بات واضح ہے کہ قرآن کریم قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہے تو کیسے وہ حقیقت کے بر عکس ہو سکتا ہے۔ یقینی طور پر اس کا وجود ہی نہیں اور نہ ہی ایسا ہونا ممکن ہے۔ یہاں دو نہایت اہمیت کی حامل باتوں پر غور و فکر کرنا ضروری ہے۔

قرآن کریم اور کائنات سے متعلق صحیح سائنسی تحقیق کے درمیان کسی بھی طرح تعارض و تناقض ہو ہی نہیں سکتا۔ قرآن کی وہ بات صریح الدلالہ ہو یا تحقیق و بحث اور مشاہدہ سے علم یقین حاصل کرلے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ کائنات کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی فعلی قدرت ہے اور اس کی کارگری کا شاہکار ہے، دوسری طرف قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کا کلام اور فعل آپس میں کیسے متناقض و متعارض ہو سکتے ہیں؟

قرآن مجید بنیادی طور پر کتاب ہدایت ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا ہے اور یہ انسانیت کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی کتاب ہے۔ جیسا کہ ان آیات میں یہ مضمون ہے:

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ ٣٩

اسی طرح ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ۔ ٤٠

اب اگر قرآن صحیح سائنسی تحقیق کی مخالفت کرتا ہے اور کائنات سے متعلق غلط مشاہدہ کی طرف اشارہ کرتا ہے تو کیوں کر اور کیسے کتابِ ہدایت ہو سکتی ہے؟

لہٰذا یہ امر از حد ضروری ہے کہ ایسے اعتدال والے مؤقف کی طرف جایا جائے اور اس کا علم و تحقیق سے سراغ لگایا جائے کہ دونوں فریقوں کی عمدہ اور مفید تحقیقات سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ جہاں نظریات میں کچھ سقم ہے اس کی نشاندہی کی جائے۔ اسی طرح فریقین کے مؤقف میں جہاں تشدد اور تساہل ہے، اس کو بھی نمایاں کیا جائے اور فریقین کی تحقیقات میں جو بھی عمدہ اور مدلل نظریات ہیں، ان کو بھی الگ کیا جائے۔ تاکہ اس بحث کا کوئی منطقی اور حتمی نتیجہ سامنے آسکے۔ لہٰذا راجح مؤقف یہی ہے کہ کچھ حدود و قیود اور شرائط کا خیال کرتے ہوئے قرآن کریم کی التفسیر العلمی جائز اور درست ہے، بلکہ قابل تحسین امر ہے۔

سائنسی تفسیر کی جائز صورت کے لیے قواعد وضوابط:

سائنسی تفسیر کے جواز کی درج ذیل شرائط ہیں:

سائنسی تفسیر میں راہِ راست سے بھٹک جانے کے خطرات بہت ہیں، اس لیے اس میں بہت زیادہ احتیاط اور خوف سے کام لینا چاہیے اور سائنسی تفسیر لکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ دینی اور دنیاوی دونوں علوم سے بہرہ مند ہو۔ وہ صرف دنیاوی علوم پر اکتفانہ کرے، کیونکہ قرآن کے معانی و مفاہیم بیان کرنا سب سے زیادہ سنگین عمل ہے۔

قرآن کریم ہدایت کی کتاب ہے اور قرآن اسی کے لیے نازل ہوا ہے۔ قرآن کا اصل مقصد یہ نہیں کہ وہ دنیاوی علوم کی تفاصیل بیان کرے بلکہ یہ لوگوں کے اجتہاد کے سپرد کر دیا گیا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا تھا: دنیاوی

معاملات تم جانو اور اور دینی معاملات میں مجھ سے پوچھو۔ لیکن اس کے باوجود قرآن میں توجہ مبذول کرانے والی سائنسی معلومات موجود ہیں جو متشکک کے دل میں یقین پیدا کرنے کا سبب بن سکتی ہیں اور مؤمن کا ایمان بڑھا دیتی ہیں۔قرآن کریم فرد و معاشرے کی سلامتی وسعادت کے لیے کامل منہج ہے اور اس میں ایسی قابل توجہ باتیں ہیں جو عقل کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتی ہیں اور انسان یہ ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے وحی ہے، بعض کائناتی اور بعض طبعی باتیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئیں تاکہ یہ قیامت تک کے لیے معجزہ رہیں ،جو ایمان باللہ کو مضبوط کریں اور مومن کے ایمان بالکتاب میں اضافے کا سبب بنیں اور اس بات پر یقین پختہ کردیں کہ نبی کریم ﷺ اللہ کی طرف سے برحق پیغمبر ہیں۔

جب قرآن کریم کسی سائنسی نظریہ کی طرف اشارہ کرتا ہے تو قرآن کریم اسے ایک ایسے اسلوب میں بیان کرتا ہے جو کبھی بھی کسی سائنسی ثابت شدہ حقیقت کے معارض نہیں ہوتا اور یہ بدیہی امر ہے کیونکہ قرآن کریم اللہ کا قول اور کائنات اللہ کا فعل ہے اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ کے قول اور فعل میں کوئی تعارض ہو۔

ہم پر واجب ہے کہ قرآن کریم کے بیان کی حقیقت تسلیم کریں اور جن جدید ایجادات کی قرآن موافقت کرے تو ہم اسے قبول کریں گے۔اس کا معنی یہ نہیں کہ ہم قرآن کریم کو سائنسی علوم سے ثابت کرتے ہیں بلکہ سائنسی علوم اس امر کے محتاج ہیں کہ ان کو قرآن کریم سے ثابت کیا جائے اور ان کے لیے قرآن سے دلیل تلاش کی جائے کیونکہ قرآن تمام دنیاوی علوم سے زیادہ سچا علم ہے اور باقی علوم کو ایجاد کرنے والا انسان اور قرآن کریم کا قائل خود اللہ رب العالمین ہیں۔

یہ جائز نہیں کہ قرآن کے الفاظ کے حقیقی معنی کو بغیر قوی قرائن کے چھوڑ کر مجازی معنی کی طرف رجوع کیا جائے۔وہ علمائے کرام جنھوں نے بغیر قوی قرائن کے مجازی معنی لیا ہے، وہ بڑی بڑی غلطیوں کا ارتکاب کر چکے ہیں اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جب اس قاعدہ کو من وعن بروکار لایا جائے گا، تب قرآن اور سائنسی علوم کے درمیان موافقت تامہ ہوگی۔

وہ سائنسی حقائق سائنسی تفسیر میں معتبر ہیں جن میں تغیر و تبدل کا امکان نہ ہو۔ وہ نظریات جو زیر تجربہ یا قابل تغیر ہوں تو اس کا سائنسی تفسیر میں کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ قرآنی آیات نہ تبدیل ہونے والے حقائق ہیں تو اس کی تفسیر بھی ان حقائق سے کی جائے گی جو ثابت شدہ اور ناقابل تغییر ہوں۔

نزول قرآن کے وقت قرآنی الفاظ جن معانی میں مستعمل تھے، ان معانی کا لحاظ رکھا جائے گا اور اس ترقی سے بچا جائے جو عہد نبوی کے بعد آئی ہے۔

کسی نحوی قاعدے سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے ،وہ ان قواعد اور دلالات ہی کے مطابق ہے جن کو عرب جانتے تھے۔

اسلوب بلاغی کا اپنی متعدد صورتوں کے ساتھ لحاظ رکھنا ضروری ہے

اسلوب قرآنی کے خصائص میں سے یہ ہے کہ وہ ایک سے زیادہ معانی کا احتمال رکھتا ہے ، علمی طور یہ بات متروک ہے کہ کسی مرجح کے بغیر اسلوب قرآن کو ایک معنی پر محمول کیا جائے۔

کسی سائنسی موضوع کے متعلق تمام قرآنی آیات کو جمع کرنا ضروری ہے، بلکہ ہر اس آیت کو بھی جس کی اس موضوع

کے ساتھ ادنی سی بھی مناسبت ہو، کیونکہ بہت سی قرآن آیات کا فہم متعلقہ آیات کے فہم کے بغیر ممکن نہیں۔

سائنسی تفسیر کرنے والے کے لیے اسباب نزول، ناسخ و منسوخ کا فہم، آیات قرآنی میں خاص و عام، مطلق ومقید اور مجمل و مفصل کے درمیان فرق کا فہم حاصل کرنا لازم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، صحابہ کرام ، تابعین و تبع تابعین حتی کہ موجودہ دور کے مفسرین کے اقوال کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔قرآنی آیت کے متعلق تمام صحیح قراءت جمع کرنا لازم ہے۔ایک موضوع کے متعلق تمام نصوص قرانی کو جمع کیا جائے، اسی طرح موضوع کے متعلق احادیث صحیحہ کو یکجا کیا جائے۔کائناتی نظریہ کے متعلقہ آیت کے سیاق وسباق کا لحاظ رکھا جائے۔

قاعدہ: "العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب" کالحاظ رکھا جائے۔

قرآنی آیت کی سائنسی نظریہ کے ساتھ موافقت میں تکلف سے کام نہ لیا جائے۔

غیبی امور میں غور و خوض سے اجتناب کیا جائے اور اس میں وارد نصوص صحیحہ کو من وعن تسلیم کیا جائے۔

حاصل بحث:

بلاشبہ سائنسی تفسیر بھی معاصر تفسیر کی ایک قسم ہے۔اس سے مراد سائنسی تجربات اور نظریات پر اعتماد کرنا ہے۔التفسیر العلمی اور العجاز العلمی کے قائلین ومانعین کے درمیان اختلاف قرآن کی سائنسی تفسیر کے بارے میں ہے۔اعجاز علمی کے بارے میں نہیں ہے۔قرآن مجید کی سائنس قابل بحث اور مناقشہ ہے اور اعجاز علمی ایک مسلمہ معاملہ ہے۔اس میں کوئی نزاع نہیں۔

اعجاز علمی سے مراد قرآن کریم اور سنت نبویہ کی وہ خبریں ہیں جنہیں سائنسی تجربات نے ثابت کیا ہے۔نیز اس کا عہد رسالت میں انسانی وسائل سے ادراک ممکن نہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا خبریں بیان کرنے میں صادق ہونا ثابت ہے۔

تفسیر علمی کے اہم ترین ضوابط میں سے یہ بات بھی شامل ہے کہ صرف یقینی اور حتمی نتیجہ کو پہنچی سائنسی تحقیقات کے ذریعے ہی قرآن کی تفسیر کی جائے جو سائنسی تحقیقات و تجربات زیر غور اور زیر بحث ہیں ان کے مطابق سائنسی تفسیر نہ کی جائے۔

لہٰذا سائنسی تفسیر کو اگر بغیر شرائط و ضوابط کے کیا جائے تو اس میں گمراہی کا خطرہ بھی ہے اور اگر اسے احتیاط اور قوائد وضوابط کی حدود میں رہ کر کیا جائے گا تو یہ قابل تحسین امر ہے۔کیونکہ بعض انکشافات سے شک دور ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ پر ایمان مظبوط ہوتا ہے اور یوں یہ امر بہت سے لوگوں کے لئے قبول اسلام کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International

License.

حوالہ جات(References)

۱۔ ابن فارس، احمد بن فارس، ابوالحسین، امام، مقاییس اللغۃ، دار الفکر، ط، ,۱۹۷۹م: ۵۰۴/۴۔

۲۔ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، ابوالفضل، امام، لسان العرب: دار صادر، بیروت۔ ط: ثانیہ، ۱۴۱۴م، ۵۵/۵۔

۳۔ابوالبقاء، ایوب بن موسیٰ، حسینی، امام۔ الکیات معجم فی المصطلحات والفروق اللغویۃ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ص: ۲۶۰۔

۴۔ابوحیان، محمد بن یوسف، اثیر الدین، امام۔ البحر المحیط فی التفسیر: دار الفکر، بیروت۔ ط: ۱۴۲۰م، ۲۶/۱۔

۵۔زرکشی، محمد بن عبداللہ، بدر الدین، امام۔ البرہان فی علوم القرآن دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، ط: ۱۹۵۷م، : ۱۴۷/۲۔

۶۔فراہیدی، خلیل بن محمد، ابو عبدالرحمٰن، امام۔ کتاب العین: مکتبۃ الھلال، ۱۵۲/۲۔

۷۔ حموی، احمد بن محمد، ابو العباس، امام۔ المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر: المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، ۴۲۷/۲۔

۸ ۔ مناوی، محمد عبدالرؤف بن تاج العارفین، زین الدین، امام۔ التوقیف علی مہمات التعاریف، عالم الکتب، قاہرہ۔ ط: ۱۹۹۰م، ص: ۲۴۶۔

۹ ۔جرجانی، علی بن محمد، علامہ۔ التعریفات، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۔لبنان۔ ط: ۱۹۸۳م، ص: ۱۵۵۔

۱۰ ۔ مجموعۃ العلماء، الموسوعۃ القرآنیۃ المتخصصۃ، المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیۃ، مصر۔ ط: ۲۰۰۲م، ص: ۶۹۲۔

۱۱ ۔ذہبی، محمد سید حسین، ڈاکٹر، التفسیر والمفسرون: مکتبۃ وھبۃ، قاہرۃ۲، ۳۴۹/۔

۱۲ ۔جدیع، عبداللہ بن یوسف، علامہ۔ المقدمات الاساسیۃ فی علوم القرآن، مرکز البحوث الاسلامیہ، ص: ۳۹۰۔ برطانیہ، ط: ۲۰۰۱م

۱۳ ۔رومی، فہد بن عبدالرحمٰن، ڈاکٹر، الداسات فی علوم القرآن، ط: ثانیۃ عشرۃ، ۲۰۰۳م ، ص: ۲۹۰۔

۱۴ ۔زندانی، عبدالمجید، ڈاکٹر۔ ھیئۃ الاعجاز العلمی فی القرآن والسنۃ، مجلۃ۔ العدد الاول صفر، ۱۴۱۶ھ۔ جولائی ۱۹۹۵م، ص: ۱۱۰۔

۱۵ ۔ منصور محمد، ڈاکٹر۔ الآیات الکونیۃ فی ضوء العلم الحدیث، دار المعارف للنشر، ط: ۲۰۰۳م، ص: ۱۳۔

۱۶ ۔مجلۃ "العلمیون" ، مقام اشاعت: مصر، جون نمبر، ۱۹۹۷م ، ص: ۴۸۔

۱۷ ۔یہ اعتراض امام شاطبیؒ نے اپنی کتاب الموافقات: ۱۱۲/۲۔۱۲۷ میں اور علامہ زرقانی نے مناہل العرفان فی علوم القرآن: ۲۷۵/۲ میں کیا ہے۔

۱۸ ۔النمل: ۱/۲۷۔۲

۱۹ ۔اس اعتراض کو ڈاکٹر عبدالمجید بن محمد وعلان نے اپنی تحقیق "الآیات الکونیۃ، ص: ۱۳۱ " میں اٹھایا ہے۔

۲۰ ۔اس اعتراض کو مولانا وحید الدین خان نے اپنی کتاب "مذہب اور جدید چیلنج، ص: ۲۲۔۲۵" میں قلم بند کیا ہے۔

۲۱ ۔دیکھیں: طبری، محمد بن جریر، امام۔ تفسیر طبری: ۲۱۹/۷، مؤسسۃ الرسالۃ، ت: احمد محمد شاکر۔ ط: ۲۰۰۰م؛ قرطبیؒ، محمد بن احمد، ابو عبداللہ، مفسر۔ الجامع لاحکام القرآن: ۴۲۰/۶۔ دار الکتب مصریۃ، قاہرہ۔ ط: ثانیہ، ۱۹۶۴م؛ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابو الفداء، امام۔ تفسیر القرآن العظیم: ۱۳۵/۲۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ ط: الاولیٰ، ۱۴۱۹م

۲۲ ۔عبدالمجید بن وعلان، سکالر، الآیات الکونیہ، رسالہ، ایم فل۔ جامعہ الامام محمد بن سعود ریاض، سعودی عرب، ص: ۱۳۲۔
۲۳ ۔زرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن: ۲۷۵/۲؛ عقاد، محمود عباس، علامہ، الفلسفۃ القرآنیۃ، ص: ۱۰۔ دار نہضۃ مصر؛ شلتوت، محمود شلتوت، شیخ الازہر۔ تفسیر القرآن: ۱۳/۱۲۔ ۱۴۔ دار الشروق، قاہرہ
۲۴ ۔رومی، دراسات فی علوم القرآن، ص: ۲۹۴
۲۵ ۔ایضاً
۲۶ ۔محمود شلتوت، تفسیر القرآن: ۱۲/۱۱
۲۷ ۔الانعام: ۳۸/۶
۲۸ ۔ق: ۶/۵۰
۲۹ ۔فصلت: ۵۲/۴۱
۳۰ ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، امام۔ صحیح البخاری: کتاب المساقاۃ، باب شرب الناس والدواب من الانہار، ۔دار طوق النجاۃ، ط: الاولیٰ، ۱۴۲۲ھ ۱۱۳/۳، رقم الحدیث: ۲۳۷۱
۳۱ ۔الزلزلۃ: ۹۹/۷۔۸
۳۲ ۔وجدی، محمد فرید، ڈاکٹر۔ الاسلام فی عصر العلم، دار الکتاب العربی، ط: ۲۰۰۸م، ص: ۳۶۹۔
۳۳ ۔طبرانی، سلیمان بن احمد، ابو القاسم، امام۔ المعجم الکبیر: ۱۳۵/۹، رقم الحدیث: ۸۶۶۴۔ مکتبۃ ابن تیمیۃ، قاہرہ، ط: ثانیہ
۳۴ ۔رومی، دراسات فی علوم القرآن، ص: ۲۹۳
۳۵ ۔رازی، محمد بن عمر، فخر الدین، مفسر۔ التفسیر الکبیر: دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ ط: ۱۴۲۰ھ، ۱۲۱/۴۔
۳۶ ۔وجدی، الاسلام فی عصر العلم، ص: ۲۲۲
۳۷ ۔رومی، دراسات فی علوم القرآن، ص: ۲۹۳
۳۸ ۔تفصیل کے لیے دیکھیں: ذہبی۔ التفسیر والمفسرون: ۴۹۳/۲؛ عقاد۔ الفلسفۃ القرآنیۃ، ص: ۱۰؛ محمود شلتوت۔ تفسیر القرآن: ۱۳/۱۲۔ ۱۴؛ زرقانی۔ مناہل العرفان فی علوم القرآن: ۲۷۶/۲
۳۹ ۔الاسراء: ۹/۱۷
۴۰ ۔ابراہیم: ۱/۱۴